چولستان کے بوہڑ: تاریخ و ثقافت

ڈاکٹر عبدالرزاق شاہد*
ڈاکٹر راجہ عامر علی**

Abstract

James Tod's monumental work, Annals and Antiquities of Rajasthan, deals with those Rajput Tribes of Rajasthan who once ruled over different parts of the region and rest of the Rajput tribes were beyound the scope of his study. Tod works on history of Bahawalpur or Cholistan provides no informations about Bohar Rajput tribe of Cholistan. Likewise Sir Denzil Ibbetson, A Glossary of the Tribes and Castes of the Punjab and N.W.F.P and M.A Sherring, Hindu Tribes and Castes, both have no mention of Bohar Tribe. Out of 35 branches Panwar Rajput tribe, Bohar is one of them. They are forerunner of the present Cholistani tribes who embraced Islam in 1252. Because of lack of written material interview, questionnaire, group discussion and observation were the main tools to collect the data. The folklorists of Bohar tribe provide pedigree and valuable information. Thus the present article heavily depends upon oral history. This article is an attempt to highlight the history and culture of Bohar tribe of Cholistan.

چولستان[۱] میں عارضی یا مستقل رہائش پذیر مسلمان قبائل[۲] میں سے بوہڑ امتیازی حیثیت کا حامل قبیلہ ہے۔ یہ پنوار راجپوت[۳] کی ایک شاخ ہے۔ سات واسطوں سے بوہڑ کا شجرہ

---

* ایسو سی ایٹ پروفیسر، شعبہ تاریخ، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور۔
** ایسو سی ایٹ پروفیسر، گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج، اصغر مال، راولپنڈی۔

پنوار کے بیٹے روڑا پنوار سے جا ملتا ہے۔ بوہڑ ،رانا، راوَ یا رائے نہیں کہلواتے بلکہ ملک کہلواتے ہیں۔وہ خود کو راجپوت نہیں بلکہ بوہڑ کہنے پہ اکتفا کرتے ہیں۔

متحدہ ہندوستان میں بوہڑ راجستھان کے مختلف علاقوں میں گلہ بانی کیا کرتے تھے۔ جب راجستھان میں بدھ مت اور جین مت[۴] کو فروغ حاصل ہوا تو بوہڑ ہندومت چھوڑ کر ان مذاہب کے پیروکار بن گئے۔ سلاطین دہلی کے دور (۱۲۰۶-۱۵۲۶)میں جب سید جلال الدین سرخ پوش بخاری(۱۱۹۹-۱۲۹۱)[۵] نے اُچ کو مرکز بنا کر دعوت وتبلیغ کا کام شروع کیا توراجستھان سے بدرجل کی قیادت میں بوہڑ قبیلہ کا ایک قافلہ اُچ شریف پہنچا اور اسلام قبول کیا۔ واضح رہے کہ سب بوہڑ مشرف بہ اسلام نہیں ہوئے چنانچہ مسلم اور غیر مسلم بوہڑ کے درمیان تمیز کے لیے مسلمان بوہڑ کے بائیں کان کی لوتھوڑی سی کاٹ دی جاتی تھی۔ بوہڑقبیلہ نے اپنے قبول اسلام کی اس یاد کو اس طرح زندہ رکھا کہ اُسے اپنا طوطم بنا لیا چنانچہ چولستان میں جہاں ہر قبیلہ کے مال مویشی پر اس قبیلے کا مخصوص نشان ہوتا ہے وہاں بوہڑ قبیلے کے مال مویشی کے بائیں کان کی لوکوتھوڑاسا کٹ کا نشان لگا دیا جاتا ہے۔[۶]

قبول اسلام کے بعد بوہڑ قبیلہ کے یہ افراد اُچ شریف کے مشرق میں ۳ کلومیٹر کے فاصلہ پر پانی کے ایک ٹوبہ (تالاب)پر آباد ہوگئے۔ یہ ٹوبہ بدروالا ٹوبہ کے نام سے مشہورہوگیا۔ یہاں انہوں نے کماد کاٹ کر اپنی جھونپڑیاں بنائیں تومقامی لوگوں نے سید جلال الدین سرخ پوش بخاری سے شکایت کی کہ ان لوگوں نے کماد کی فصل اُجاڑ دی ہے۔ تحقیق کرنے پر پتا چلا کہ بوہڑ کماد کی فصل سے نا آشنا ہیں اسی لیے انہوں نے گنا کھانے کی بجائے اُسے جھونپڑی بنانے کے لیے استعمال کیا۔[۷]

بدرجل کا اسلامی نام بدردین رکھا گیا۔ تمام مسلمان بوہڑ اسی بدردین کی اولاد ہیں۔ بوہڑ کا شجرہ نسب حسب ذیل ہے :[۸]

بدردین کی اولاد میں سے کوئی بھی غیر مسلم نہیں تھا۔ تاہم وہ اپنے عرف سے زیادہ مشہور ہوئے مگر جمال الدین شہید کے بعد بوہڑ قبیلے کے ہر فردکا نام واضح طورپر اسلامی ہے۔ شجرہ نسب سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بوہڑ قبیلہ کا نام ونجھا کے بیٹے بوہڑ کے نام پر پڑا۔

شجرہ نسب بوہڑ قبیلہ

پنوار

رتڑاپنوار ----------- ہبہ پنوار ---------- روڑاپنوار -------- نیل پنوار

راجہ جگ دیو --------- راندھول

راجہ کرن

راجہ بھیم

راجہ راون

کینجھا

ونجھا

بوہڑ

جوگن

اُگن

اڈے پال

اڈے پال دوئم ----- واہڑ ------ جیساڑ

بدرجل

راہڑ --- نوٹ --- موٹ[2] --- سانڈھڑ ------ ونجو --------- چھچھر

نارا

باگن

جمال الدین شہید

اُچ شریف میں طویل عرصہ قیام کے بعد بوہڑ تلاش روزگارمیں موجودہ پاکستان کے مختلف علاقوں میں آبادہوگئے۔ ان مشہورمقامات میں رحیم یارخان، ڈیرہ غازی خان، ساہیوال، مظفرگڑھ، لودھراں، لیاقت پور، بہاولنگر اور خیرپور ٹامیانوالی کے نام لیے جاتے ہیں۔ اُچ شریف سے اس نقل مکانی میں ایک قافلہ عارضی طورپر خیرپور ٹامیانوالی میں آباد ہوا اورپھر جلد ہی مروٹ۹ کی طرف کوچ کرگیا۔ جہاں راستہ میں اس قافلہ کو چولستانی بھیل یا باوریا۱۰ ڈاکوؤں کا سامنا کرنا پڑا۔اس لڑائی میں۲۲ بوہڑ شہید ہوگئے۔ اس مقام کو آج بھی ٹوبہ شہیداں۱۱ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ مروٹ آمد کے بعد کچھ بوہڑ گھرانے بیکانیر جا کر آباد ہو گئے۔

عموماً خیال کیا جاتا ہے کہ بیکانیر اور جیسلمیر کے بوہڑ ریاست بہاولپورکے بوہڑ قبیلہ سے رشتہ داری نہیں کرتے تھے۔تحقیق سے پتا چلتا ہے کہ ملک محبّ علی (۱۸۹۰ء-۱۹۶۵ء) آف قلعہ موج گڑھ کی شادی ۱۹۲۰ء میں ریاست بیکانیر کے رہائشی ملک امام بخش بوہڑ کی صاحبزادی سے ہوئی۔ علاوہ ازیں ملک غلام حیدر بوہڑ(۱۹۲۶ء-۲۰۰۱ء) تقسیم ہند کے بعد راجستھان کے علاقہ پوگل سے پاکستان آئے اورموج گڑھ آباد ہو گئے۔ انہوں نے اپنے بچوں کی شادیاں مقامی بوہڑ برادری میں ہی کیں۔۱۲

چولستانی بوہڑ بدردین کی اولاد سے ہیں۔ بدردین کے چھ بیٹوں نوٹ، موٹ، ساندھڑ، چھچھر، راہڑ اور ونجو میں سے ساندھڑ بے اولاد تھا ۔نوٹ اور موٹ اُچ شریف سے نقل مکانی کرکے ضلع حصار(ہندوستان)چلے گئے تھے ۔لہذا چولستان میں چھچھر،ونجو اور راہڑ کی اولاد رہ گئی۔ چولستان میں بوہڑ کی یہی تین گوت پائی جاتی ہیں۔۱۳

چولستان میں متعدد ٹوبے بوہڑبرادری کے نام ہیں۔ آج کل ان کی مستقل آبادیاں چولستان میں حسب ذیل مقامات پر ہیں۔مروٹ اور اس کے گردونواح،چاپو،ٹھنڈی کھوئی،موج گڑھ، کالے پہاڑ،لاٹاں سنگھار، مکدی، مٹھرا بنگلہ، ٹوبہ ککراں، ٹوبہ شہیداں، ٹوبہ بوہڑانوالا، پھولڑہ اور فورٹ عباس کے نزدیک بستی بوہڑانوالی ہے۔۱۴

چولستان میں جگہ جگہ مختلف مزارات اور مقامات ہیں ۔جن میں سے چند ایک کے سوا

باقی سب کے بارے میں یقینی طور پر کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ مثلاً قلعہ دراوڑ کے قریب 9 گز کی قبریں ہیں ۔جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ صحابہ اکرامؓ کی قبریں ہیں[۱۵]۔حالانکہ صوفی شاعر خواجہ غلام فرید آف کوٹ مٹھن شریف نے اس کی تردید کی ہے۔[۱۶] تاریخ وسیر کی کسی کتاب سے صحابہ کرام کی اس علاقہ میں آمد ثابت نہیں اورنہ ہی کسی صحابیؓ کا قد ۹گز تھا۔ علی اصحاب کے مقام پر۹ گز کی چند قبریں ہیں جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ حضرت علیؓ کے ساتھی تھے جو تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں ادھر آئے اورشہید کردیئے گئے۔[۱۷] بعض مقامات ایسے ہیں جہاں کوئی قبر نہیں مگر زیارت گاہ عام ہے۔مثلاً ھیلورانیاں[۱۸] کی زیارت گاہ جہاں ہندو اور مسلمان دونوں سلام بھرنے جاتے ہیں۔فورٹ عباس سے بجانب جنوب۳ کلومیٹر کے فاصلہ پر مسلم شاہ کا مقام ہے۔ جسے ٹلاں والا اور جنڈ والا پیر بھی کہا جاتا ہے۔ وہاں کوئی قبر تو نہیں صرف جنڈ کے چند درخت ہیں جہاں لوگ منتیں مانگتے اور چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔ چولستان میں بوہڑ قبیلہ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ ان کے بزرگوں کے مزارات کسی قسم کے شک وشبہ سے بالاتر ہیں۔ یہ مزارات حسب ذیل ہیں:

حضرت دھنن شہید

حضرت دھنن شہید بوہڑ اُن۲۲ بوہڑ افراد میں سے ایک تھے جو ٹوبہ شہیداں کے مقام پر شہید ہوئے۔ آپ کو قلعہ پھولڑہ کے عقب میں دفن کیا گیا۔ مقامی عمر رسیدہ افراد کا کہنا ہے کہ تقسیم ہند سے قبل آپ کا سالانہ عرس اس شان سے منایا جاتا تھا کہ ملحقہ ریاستوں بیکانیر اور جیسلمیر سے زائرین کی کثیر تعداد اُونٹوں پر عرس میں شرکت کے لیے آتی، مزار سے ملحقہ چٹیل میدان جسے مقامی زبان میں ڈہر کہا جاتا ہے انسانوں اور اُونٹوں سے بھر جاتا تھا۔ اس موقع پر خریدوفروخت کے لیے منڈی لگتی تھی۔قیام پاکستان سے قبل چولستان میں یہ عرس سب سے زیادہ مشہور تھا۔ آپ سے منسوب بہت سی کرامات کے باوجود آج کل وہاں نہ توکوئی مجاورہے اور نہ ہی سالانہ عرس۔[۱۹]

حضرت جمال الدین شہید

قلعہ مروٹ نہ صرف اپنی قدامت بلکہ یہاں موجود مصلیٰ نما پتھر کی وجہ سے چولستان اور اس کے گردونواح میں بہت اہم اورمتبرک مقام تصور کیا جاتا ہے ۔کہاجاتا ہے کہ اس پتھر پر حضرت علیؓ نے نماز ادا کی تھی۔ اس لیے اس مقام کو شاہ مرداں**۲۰** بھی کہا جاتا ہے۔ اس قلعہ کی جانب شمال حضرت جمال الدین شہید بوہڑ کا مزار ہے جس پر ایک طویل عرصہ تک چھت نہ تھی۔**۲۱** جمال الدین شہید بوہڑ ایک پرہیز گار اوردرویش منش انسان تھے۔ قلعہ مروٹ کی ایک مالدار بیوہ عورت نے آپ سے گذارش کی کہ کچھ دنوں سے ڈاکو اس کے اُونٹ لے جاتے ہیں اور کسی میں اُن ڈاکوؤں سے مقابلے کی سکت نہیں۔ جمال الدین نے مدد کی حامی بھر لی۔ اور پھر ایک دن ڈاکوؤں سے دن دیہاڑے مقابلہ ہوا جس میں کچھ ڈاکو مارے گئے اوربقیہ اُونٹ چھوڑکرجنگل میں روپوش ہوگئے۔ اس لڑائی میں جمال الدین بھی شہید ہوگیا۔ آپ کے مزار سے متصل ایک وسیع قبرستان ہے جہاں ماہ محرم میں میلے کا سماں ہوتا ہے۔ کیونکہ نہ صرف بوہڑ بلکہ دیگر چولستانی بھی اپنے پیاروں کی تدفین اسی قبرستان میں کرتے ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے تک بوہڑ برادری میں یہ عام رواج تھا کہ شادی طے پانے کے بعد لڑکا اور اس کے قریبی رشتہ دار حضرت جمال الدین شہید کے مزار پر حاضری دیتے تھے۔ اب دور دراز کے لوگ یہ رسم چھوڑ چکے ہیں۔یہاں کوئی سالانہ عرس نہیں ہوتا۔ تاہم ہر چاند کی ۱۴ تاریخ کو چولستانی بوہڑ دودھ خیرات کرتے ہیں اور اس کا ثواب جمال الدین شہید کی روح کو پہنچاتے ہیں۔**۲۲**

حضرت کھنڈوشہید

کھنڈوشہید اور جنڈوشہید دوبھائی ہیں جن کی قبریں خیرپورٹامیانوالی(بہاولپور) کے غربی جانب ٹبہ ٹامیانوالی پر واقع ہیں۔کہا جاتا ہے کہ آپ راہ حق میں شہید ہوئے ۔بوہڑ اور دیگر چولستانی آپ کے عرس میں شرکت کے لیے ہر سال ربیع الثانی کی ۹ تاریخ کو خیر پور ٹامیانوالی جاتے ہیں۔**۲۳**

بوہڑ نہ صرف اپنے شہیدوں پر نازاں ہیں بلکہ اُنہیں یہ فخر بھی حاصل ہے کہ چولستان میں سب سے زیادہ حفاظ کرام اسی قبیلہ سے ہیں۔ اُنہیں یہ اعزاز حاصل ہے کہ ریاست بہاولپور کے دور میں وہ بیک وقت قلعہ موج گڑھ اور قلعہ پھولڑہ[۲۴] کے طویل عرصہ تک نمبردار رہے۔ریاست بہاولپور کے دور میں اس قبیلہ کے اثرورسوخ کا اندازہ اس بات سے کیا جاسکتاہے کہ نواب مبارک خان کے زمانہ(۱۷۴۰ء-۱۷۷۲) میں جب ریاست بہاولپور اور ریاست بیکانیر میں سرحدی تنازعہ کھڑاہوا توفتح محمد بوہڑ اس سرحدی کمیشن کے ایک ممبر تھے جس نے سرحدوں کا تعین کیا۔ علاوہ ازیں ملک سلمان بوہڑ وہ نامور نشانہ باز تھا جس کے نشانہ سے متاثرہوکر انگریزوں نے اس کے نام پر ہیڈ سلیمانکی بنایا۔ بوہڑ یہ بات بڑے فخرسے بیان کرتے ہیں کہ جب ۱۹۶۴ء میں ایوب خان بغرض شکار چولستان آئے توملک الٰہی بخش بوہڑ کے نشانہ سے اس قدر خوش ہوئے کہ اُسےHR/۳۰۴ رصافہ تحصیل فورٹ عباس میں دومربع زرعی اراضی بطور انعام میں دی۔ مالی لحاظ سے بھی یہ قبیلہ دیگر چولستانیوں میں اپنا ایک بلند مقام رکھتا ہے۔ ملک غلام حیدر بوہڑ کے پاس ۱۹۶۰ء میں ایک ہزار سے زائد بھیڑبکریاں اور دوسو سے زائد اعلیٰ نسل کے اُونٹ تھے۔ چولستان میں وہ ’’سوہنیاں ڈاچیاں والا‘‘ کے نام سےمشہورتھے۔[۲۵]

بوہڑ قبیلہ حنفی بریلوی مکتبہ فکر سےتعلق رکھتا ہے۔ نہ کوئی چولستانی بوہڑ شیعہ ہے اور نہ ہی اہلحدیث ۔چونکہ ان کے آباؤاجداد نے حضرت جلال الدین سرخ پوش بخاری کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا تھا لہٰذا وہ زیادہ تر بخاری خاندان کے مرید ہیں۔ وہ اپنے پیر سے اس قدروابستگی رکھتے ہیں کہ ہرقسم کے مسائل کے حل کے لیے پیر سے رہنمائی حاصل کرنا ضروری خیال کرتے ہیں۔ پیر نہ صرف دُعا اورتعویز گنڈوں سے ان کے مسائل حل کرنے کی کوشش کرتا ہے بلکہ وہ جھاڑ پھونک سے جانوروں کا علاج بھی کرتا ہے [۲۶]

پیر اور مرید کا رشتہ باہمی محبت اور عقیدت واحترام کا رشتہ ہے۔کوئی مرید پیر کی موجودگی میں چارپائی پرنہیں بیٹھتا ۔کوئی بوڑھا آدمی فوت ہوجائے تو پیر کی خدمت میں کپڑے بھیجے جاتے ہیں۔ جب پیرکسی مرید کے ہاں تشریف لائے تو اس کی خدمت میں

نقد رقم، کپڑے، بھیڑ بکری یا گائے بطور نذرانہ پیش کی جاتی ہے۔ پیر اُن کے نومولود بچوں کے نام تجویز کرتا ہے۔ مریدین میں کوئی تنازعہ ہوتو بطور ثالث کردار ادا کرتا ہے۔ انتخابات کے موقع پر بعض امیدوار بوہڑ برادری کے ووٹ حاصل کرنے کے لیے اُن کے پیروں سے رجوع کرتے ہیں۔پیر بارش اور وبائی امراض کے خاتمہ کے لیے دُعا کرتا ہے۔ بے اولاد افراد بھی پیر سے رجوع کرتے ہیں۔۲۷

عام چولستانیوں سے قدرے کم لیکن بوہڑ بھی توہم پرست واقع ہوئے۔ انسانوں یا جانوروں کو بیماری لاحق ہوتو وہ پیر یا مزارات کا رُخ کرتے ہیں۔ چولستانی ہندوانہ روایت کے مطابق شادی کے موقع پر ہاتھ میں لوہے کی چھڑی رکھتے ہیں۔جو موجودہ دور میں خوبصورتی سے سجائی جاتی ہے۔ حالانکہ بوہڑ چولستان کا وہ واحد قبیلہ ہے جو جنات سے ہرگز خوفزدہ نہیں ہے۔ چولستان میں یہ روایت بہت مشہور ہے کہ ایک بار کوئی بوہڑ درویش درخت کے نیچے آرام کررہا تھا کہ ایک جن اُسے تنگ کرنے لگا ۔بزرگ نے بالاخرجن کو قید کرلیا اور اس شرط پر رہا کیا کہ آئندہ جب کبھی بھی کوئی شخص یہ کہے کہ وہ بوہڑ ہے تو جن اُسے نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ حیرت ہے کہ آج تک کسی بوہڑلڑکی یا لڑکے کے بارے میں یہ سننے میں نہیں آیا کہ اُس پر جن کا سایہ ہوگیا ہو۔ ہرچولستانی خواہ وہ کسی قبیلہ سے تعلق رکھتا ہو جھکڑ یا تیز آندھی آنے کی صورت میں چلاّ چلاّ کر کہتا ہے کہ میں بوہڑ ہوں میں بوہڑ ہوں۔ چولستانی یہ خیال کرتے ہیں کہ تیز آندھی یا جھکڑ میں جنات ہوتے ہیں جو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔۲۸

زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ تقسیم ہند سے قبل بوہڑ اپنے مردہ کی تدفین کے وقت اس کے سر اور پاؤں کی طرف آدھا تھیلہ گندم کا رکھ دیتے تھے۔ کمہار قبر تیار کرتا تھا۔ جب قبر تیار ہوجاتی تو مولوی قبر کے اندر کھڑا ہوکر بخشیش (رقم) مانگتا تھا۔ مگر آج کل یہ رسم ختم ہوچکی ہے۲۹۔بوہڑ نہ صرف مزارات پر اٹا گھٹا اور نوراتا۳۰ جیسی رسوم اداکرتے ہیں بلکہ بدشگونی پر بھی اعتقاد رکھتے ہیں ۔مثلاً کسی کام کے سلسلہ میں کوئی شخص گھر سے نکلے اور اُس کے سامنے سے عورتیں خالی مٹکے لیکر پانی بھرنے جارہی ہوں تو خیال کیا جاتا ہے کہ کام

موخر کردیا جائے۔ اسی طرح اگر کسی کام سے گھر سے نکلا جائے اور گھر والے اُسے پیچھے سے آواز دیدیں تو اُسے بھی منحوس تصور کیا جاتا ہے اور کام موخر کردیا جاتا ہے۔

ہمارے دیہاتی معاشرے کی طرح چولستان میں بھی کمی لوگ موجود ہیں۔ دیہاتوں کی نسبت چولستان میں کمی کو احترام اور محبت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ اور اُسے گھر کا فرد خیال کیا جاتا ہے۔ بوہڑ قبیلہ کے بھی وہی کمی ہیں جو دیگر چولستانیوں کے ہیں۔ مثلاً نائی جو صرف حجامت بناتا ہے اور پرہائی جو بچوں کے ختنے کرتا ہے ۔چڑہویا شادی بیاہ یا غمی کے موقع پر کھانا تیار کرتا ہے۔ کمہار نہ صرف مٹی کے برتن بناتا ہے بلکہ وہ مرُدوں کے لیے قبریں تیار کرتاہے۔ غمی خوشی کے موقع پر حقہ تیارکرنے کی ذمہ داری دیندار کے سپر دہوتی ہے جبکہ ماشکی کا کام یہ ہے کہ کسی بھی اجتماع کے موقع پر پانی کی کمی نہ واقع ہو۔ قیام پاکستان سے قبل منگوال جو ہندو ہوتا تھا غمی خوشی کے موقع پر لکڑیاں اکٹھی کرکے ڈھیر لگا دیتا تھا۔ بوہڑ اپنے میراثی کو دادا کہتے ہیں۔بوہڑ اس بات پر فخر محسوس کرتے ہیں کہ ان کے بعض کمی بھیڑ بکریوں کے ریوڑ رکھتے ہیں۔ یہ بھیڑ بکریاں انہیں شادی کے موقع پر دی جاتی ہیں۔۳۱

حوالہ جات

۱۔ چولستان دو الفاظ، چول (ترکی زبان کا لفظ معنی ریت)اورستان (جگہ ۔مقام)کا مرکب ہے۔ چول کا لفظ فارسی الاصل نہیں بلکہ ترکی سے فارسی میں آیا ہے۔ لفظ چولستان کی وجہ تسمیہ کے بارے میں دیکھیئے احمد غزالی، *چولستان*، لاہور، الفیصل ناشران وتاجران کتب، اگست ۲۰۰۷ء، ص ص ۵۵-۵۷۔

Aurel Stein, "A survey of ancient sites along the "Last" Sarasviti River", *The Geographical Journal,* vol.99.No.4, April,1942, p 179 f.n.

چولستان موجودہ ڈویژن بہاولپور کے دوتہائی رقبہ پر مشتمل ہے۔ضلع بہاولپور،ضلع بہاولنگر اور ضلع رحیم یارخاں اضلاع کے مختلف حصوں پر مشتمل اس کا کل رقبہ ۱۰۳۹۹ مربع میل ہے۔ طول ۴۸۰ کلومیٹر اور عرض ۳۲ کلومیٹر سے لے کر ۱۹۲ کلو میٹر کے درمیان ہے۔ چولستان کے شمال میں دریائے ستلج اور جنوب میں دریائے سندھ کا زرعی علاقہ جبکہ مشرق اور جنوب میں اس کی سرحدیں راجستھان (ہندوستان) سے ملتی ہیں۔

۲۔ چولستانی ہندوقبائل کے لیے دیکھیئے : عبدالرزاق شاہد، ''چولستانی ہندو ثقافت : میگھوال ایک خصوصی مطالعہ''، *مجلّہ تاریخ وثقافت پاکستان*، قومی ادارہ برائے تحقیق تاریخ و ثقافت، قائداعظم یونیورسٹی، اسلام آباد، اپریل ۔ستمبر۲۰۱۳ء، ص ص ۳۷-۶۱، عبدالرزاق شاہد، ''چولستان کے بھیل: ایک ثقافتی مطالعہ''، ایضاً مارچ اکتوبر۲۰۱۳ء،ص ص ۳۹-۶۳، چولستان کے مسلم قبائل میں بھٹی،بلوچ،سلہ،پڑھاڑ،بوہڑ،کمرانی،پنوار،ڈاہا اور دیگر قبائل شامل ہیں۔چولستانی فوک لور کے لیے دیکھیئے :

Abdul Razzaq Shahid, Muhammad Shafique, Zulfiqar Ahmad Tabassam, "Historical Anthropology of Cholistan Through Folk Tradition, *Journal of the Research Society of Pakistan*, http://pu.edu.pk/home/journal/14/Current-Issue.html, pp. 269-280.

۳۔ پنوار راجستھان کی ایک نامور اور قدیم حکمران قوم ہے۔ ٹاڈ ان سے بہت متاثر ہے دیکھیئے:

James Tod's , *Annals and Antiquities of Rajasthan*, Oxford University Press, Bombay, 1920, vol.I, pp.107, 111, vol.II 941, vol.III, 1444, 1693.

۴۔ کنشکا کے دور حکومت میں راجستھان اورخصوصاً موجودہ چولستانی علاقہ میں بدھ مت کے فروغ کے شواہد پائے جاتے ہیں۔مثلاً سوئی وہار اور بہاولنگر کے نزدیک موضع پیر سکندر کے مقامات سے بدھ مت کے آثار پائے گئے ہیں۔حتیٰ کہ ۱۹۴۷ء تک پھولڑہ، مروٹ،موج گڑھ اور دراوڑ کے مقامات پر جین مت کی عبادت گاہیں اور اُس کے آثار پائے جاتے تھے۔ ریاست بہاولپور میں ۱۹۴۱ء کی مردم شماری کے مطابق 351 جینی افراد موجود تھے۔ محمد انوار نبی قریشی،*مختصر جغرافیہ ریاست بہاولپور*،۱۹۴۳ء، ص۲۱۔

۵۔ سید جلال الدین سرخ پوش بخاری کے حالات کے لیے دیکھیے: مسعودحسن شہاب، *خطہ پاک اُچ*، اُردواکیڈمی بہاولپور،طبع چہارم ۲۰۰۹ء،ص ص۲۰۳-۲۰۴،نیز اُچ کی تاریخ اور قدیم آثار کے لیے دیکھیے:

Ahmad Nabi Khan, *Uchchh*, National Institute of Historical & Cultural Research, Islamabad, 1980, also see Nurul Zaman Ahmad Auj, *Cholistan: Land and People,* Carwan Book centre, Multan, 1991, pp. 120-141.

۶۔ غلام شبیر عرف شیما بوہڑ ،بستی بوہڑانوالی ،فورٹ عباس،۲۳جنوری ۲۰۱۵ء

۷۔ ملنگی بوہڑ ولد شادوخان،بستی بوہڑانوالی ،فورٹ عباس، ۲۳جنوری ۲۰۱۵ء

۸۔ مشتاق احمد ولد جندوڈا، مروٹ، ۲۶مارچ۲۰۱۴ء، پنوار کی معروف ۳۵ گوت یا شاخیں جو ٹاڈ نے جلد اول صفحات ۱۱۱-۱۱۲ پر بیان کی ہیں وہ اس شجرہ نسب سے مطابقت نہیں رکھتیں تا

ہم *Census Reports of Rajputana*, 1911, vol-I, p. 255 میں بھی پنوار گوت سے متعلق اختلاف پایا جاتا ہے۔

۹۔ مروٹ سنسکرت زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں موت ۔جس علاقے میں یہ واقع ہے اسے کبھی مارو تھل بمعنی موت کا علاقہ کہا جاتا تھا۔دریائے ہاکڑہ کے جنوبی کنارے ملتان سے دہلی جانے والی قدیم تجارتی شاہراہ پر ایک بلند ٹیلے پر قلعہ مروٹ واقع ہے۔ اس کی قدامت کے لیے یہ فوک گیت توجہ طلب ہے۔

اُچاں کوٹ مروٹ دا تے تلے وہے دریا
میں مچھلی دریا دی توں بگلہ بن کے آ

اس قلعہ کے اندر جین مت کا مندر اور شہنشاہ اکبر کے دور حکومت کی ایک مسجد تھی۔ محمود غزنوی غالباً اسی راستہ سے فتح سومنات کے بعد واپس لوٹا۔ ناصر الدین قباچہ حاکم اُچ التمش سے جنگ کے دوران مروٹ میں قیام پذیر ہوا۔ *طبقات ناصری* کا مصنف منہاج سراج بھی یہاں قیام کرچکا ہے۔ ۱۹۴۹ء میں امیر مبارک خاں والی ریاست بہاولپور نے جیسلمیر سے بزورشمشیر قلعہ مروٹ حاصل کیا۔ *آئین اکبری* کے مطابق دو سو سوار اور ایک ہزار پیادہ فوج ایک قلعہ میں رہتی تھی۔ قلعہ مروٹ کے لیے دیکھیے : نور الزماں احمد اوج بحوالہ سابقہ، ص ص۹۴-۱۰۶۔

Muhammad Rafique Mughal, *Ancient Cholistan: Archaeology and Architecture,* Ferozsons, Lahore, 1997, pp. 132-134. Major-General Shujaat Zamir Dar, edit, *Sites in the Sands of Cholistan,* Oxford University Press, Karachi, 2007, pp. 38-39

۱۰۔ *جامع الحکایت* کے حوالے سے ملک محمد دین نے *Gazetteer of the Bahawalpur State 1904*, Sang-e-Meel Publications, Lahore, 2001, p. 32. یہ حکایت بیان کی ہے کہ سومنات سے واپسی پر محمود غزنوی صحرامیں سے گذرا(موجودہ چولستان)جہاں دوہندوؤں نے اس کی رہنمائی کی اور تین دن صحرا میں گھمائے رکھا جہاں نہ پانی تھا اور نہ گھاس۔ انہوں نے محمود غزنوی سے کہا کہ ان کے سردارنے ایسا کرنے کا حکم دیا تھا اب تمہاری فوج کا ایک سپاہی بھی زندہ بچ کے نہ جاسکے گا۔ فرخی سیستانی جس نے سومنات کی فتح کا قصیدہ لکھا ہے وہ محمود غزنوی کی فو ج کے شدید نقصان اور راستے کی دشواری کا ذکر کرتا ہے مگر اس قصیدے میں اس واقعہ کی طرف کوئی اشارہ نہیں ہے۔اس حکایت کی تاریخی حیثیت جو بھی ہو لیکن یہ حقیقت ہے کہ اُس زمانے میں چولستان میں بھیل اور باوریا قبائل ہی آباد تھے۔ جو آج بھی چولستان میں آباد ہیں یقیناً بوہڑ قبیلہ کو خیر

پورٹامیوالی سے مروٹ آتے ہوئے انہی ڈاکوؤں کا سامنا کرنا پڑا ہوگا۔ مسعود حسن شہاب کی بیان کردہ یہ روایت قرین قیاس نہیں ہے کہ بوہڑ اور نائچ قبیلہ میں دشمنی ختم کرنے کے لیے بوہڑ قبیلہ کی ایک لڑکی کی شادی نائچ قبیلہ میں کردی گئی جسے نائچ نے قتل کردیا۔ جس کے نتیجہ میں بوہڑ اورنائچ قبیلہ میں خونی معرکہ ہوا ۔22 بوہڑ سرداروں کی قبریں آج بھی یہاں (مروٹ) موجود ہیں۔ مسعودحسن شہاب بحوالہ سابقہ، ص۴۱۹۔

۱۱۔ جس مقام پر ۲۲ بوہڑ شہید ہوئے وہاں بوہڑ قبیلہ نے ایک ٹوبہ بنا لیا جس کا نام ٹوبہ شہیداں رکھا گیا۔ جو خیر پور ٹامیوالی کے جنوب کی طرف بجانب مروٹ ۱۷ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے اور اب بھی آباد ہے۔ مارچ سے مئی۲۰۱۶ء تک اس ٹوبہ پر میلہ کا سماں تھا کہ دوردراز کے علاقوں سے لوگ اس ٹوبہ کے پانی کو آبِ شفاء سمجھ کر لے جاتے تھے۔ نیز محمد یٰسین ولد فیض محمد ہمروٹ،۱۷ اپریل ۲۰۱۵ء۔

۱۲۔ ملک محبّ علی بوہڑ اور ملک غلام حید ربوہڑ پر مختصر نوٹ کے لیے دیکھیے :

Rizwan Ali, "Muslims Tribes of Cholistan: A Case Study of Bohar", Unpublished, M.Phil Thesis, Department of History, The Islamia University of Bahawalpur, 2015, pp. 50-52.

قلعہ موج گڑھ کے لیے دیکھیے : میجر جنرل شجاعت ضمیر ڈار، بحوالہ سابقہ،ص ص۴۱-۴۳، بانی قلعہ موج گڑھ معروف خان کا مزار قلعہ کے قریب ہی کچھ فاصلہ پر واقع ہے اور شاہ رکن عالمؒ ملتانی کے مزار سے مشابہت رکھتا ہے۔

۱۳۔ مشتاق احمد ،بحوالہ سابقہ۔

۱۴۔ چولستان میں بوہڑ برادری کے کنوؤں اور ٹوبہ جات نیز عارضی اورمستقل رہائش کے لیے دیکھیے رضوان علی بحوالہ سابقہ، ضمیمہ نمبر۱،۲۔

۱۵۔ محمد حفیظ الرحمٰن حفیظ، *ذکر کرام*، بہاولپور، ۱۹۳۷ء، ص۸۷-۸۸، احمد غزالی، بحوالہ سابقہ، ص۳۸۵۔

۱۶۔ مولانا رکن الدین، *مقابیس المجالس*، الفیصل ناشران وتاجران کتب لاہور، اکتوبر۲۰۰۵ء، ص۳۲۳۔

۱۷۔ خانقاہ شریف (بہاولپور) سے تقریباً ۸ کلو میٹر دور بستی علی اصحاب میں یہ قبریں واقع ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے:

Sabir Iqbal, "Ghost Shrines of Cholistan: A study of Superstitious culture", Unpublished, M.Phil Thesis, Department of History, The Islamia University of Bahawalpur, 2013, pp. 21-22.

محمد حفیظ الرحمٰن حفیظ ،بحوالہ سابقہ، ص۱۷۔

۱۸۔ ھیلورانیاں مٹھڑا بنگلہ تحصیل یزمان(بہاولپور)کے جنوب میں چک نمبرBRB/۱۰۷میں واقع ہے۔ ھیلورانیاں کی حکایت لاہور کی بی بی پاکدامن کی حکایت سے ملتی جلتی ہے۔تفصیل کے لیے دیکھیے: صابراقبال ،بحوالہ سابقہ ص ص ۲۳-۲۴،چولستانی ہندوبچے کی جھنڈ(نومولود بچے کے سرکے بال منڈوانا)ھیلورانیاں کے مزار پر جاکرکرتے ہیں اوروہاں خیرات کرتے ہیں۔تفصیل کے لیے دیکھیے :

Kashif Jamil, "Hindu tribes of Cholistan: A Cultural Anthropology", unpublished, M.phil Thesis, Department of History, The Islamia University of Bahawalpur, 2013, pp. 4, 21.

۱۹۔ ملنگی بوہڑ بحوالہ سابقہ۔

۲۰۔ چولستانیوں میں یہ روایت مشہور ہے کہ حضرت علیؓ یہاں (مروٹ)تشریف لائے اور جس پتھر پر انہوں نے نماز اداکی اُس پر آپؓ کے ہاتھ ،پاؤں ،پیشانی اورگھٹنوں نے نشانات موجود تھے۔چولستانی اس پتھر کو متبرک خیال کرتے تھے۔ اب یہ پتھر موجود نہیں۔ یہاں ایک سفید پتھر کا ٹکڑا بھی تھا جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ایک دفعہ کسی بزرگ نے چرواہے سے اُونٹنی کا دودھ مانگا مگر ناپسند قرار دیکر واپس کردیا جو پتھر بن گیا۔ کہا جاتا ہے کہ تب سے اُونٹنی کے دودھ کا مکھن نہیں بنتا۔دیکھیے : ملک محمد دین بحوالہ سابقہ ص۱۷۵، صابراقبال، بحوالہ سابقہ، ص۲۷-۲۸۔

۲۱۔ کہا جاتا ہے کہ تقسیم ہند سے قبل بوہڑ کچے یا پکے گھر نہیں بناتے تھے بلکہ جھونپڑیوں میں رہتے تھے یہی وجہ ہے کہ جمال الدین شہید کے مزار پر چھت نہ تھی جو قیام پاکستان کے بعد بنائی گئی۔بلوچستان کے عمرانی قبیلہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ گھر کی چھت کو پلستر نہیں کرتے تھے کیونکہ ان کے آباؤ اجداد میں کوئی شخص پلستر شدہ چھت کے نیچے آکر مرگیا تھا۔

The Primitive Culture of India: Lectures delivered in 1922 at the School of Oriental of Study, Univeristy of London.

۲۲۔ ملک صابر چک نمبرHR/۳۱۴، مروٹ، ۲۹ مارچ ۲۰۱۵ء۔

۲۳۔ محمد حفیظ الرحمٰن حفیظ، بحوالہ سابقہ ص۴۸، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کھنڈو ایک عورت پر عاشق تھا اس کے رشتہ داروں نے اُسے قتل کردیا۔

۲۴۔ قلعہ پھولڑہ ایک قدیم قلعہ ہے جہاں بدھ مت اور جین مت کے آثار پائے جاتے تھے اب اس کے آثارختم ہوچکے ہیں۔بقول ٹاڈ اس قلعہ کا سردار جو لاکھا پھولانی کے نام سے مشہور تھا اس کی حکومت پھولڑہ سے دریائے ستلج تک تھی۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے : ٹاڈ،